ناول سدھارتھ میں فلسفۂ وجودیت

محمد فرید

ABSTRACT:
Existentialism is a philosophy of dearth and scarcity therefore during the wars, its main subjects were destruction, dominism, cruelty and tyranny, arrgession and insignificance of life. According to this philosophy, individual is a central character of the world. If their lies no existence then there will be no word, existence without freedom is incomplete. It is freedom which provides courage to existence compete with the world and the future. In this reserach article the critical analysis has been reviewed regarding existentialism in novel Siddhartha.

وجودیت (Existentialism) کا فلسفہ سورین کرکیگارڈ نے دیا۔ اس کے نزدیک وجود جوہرپر مقدم ہے۔ اور آدمی اس کے سوا کچھ نہیں جو خود کو بناتا ہے۔ وجودیت کے فلسفے کی تین بڑی خصوصیات ہیں ۔وجود کی حیران کن اثرپذیری فطرت کے لگے بندھے رویے کا نام نہیں بلکہ بہتر سے بہترین کی تلاش کا نام ہے۔ وجود ہر لحاظ سے مقدم اورلاثانی ہے یہ کسی دوسرے سے مطابقت نہیں رکھتاوجود خود آگاہ و خودبین ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ عرفان اورآگاہی کامرکز ہوتا ہے۔ وجودیت کا نقطہ خاص داخلیت ہے۔وجودی فلسفے کے دوگروہ مذہبی اور غیر مذہبی ہیں ۔ مذہبی گروہ میں مارٹن ہو، جیسزز،کرکیگور، مارسل اورکرونر کے نام قابل ذکر ہیں جبکہ غیر مذہبی گروہ میں ژال پال سارتر، پاسکل، نطشے اورہیڈیگر کے نام سرفہرست ہیں ان کے علاوہ وجودیت کوموضوع بنانے والوں میں کامیوں ، ریکے ،کافکا اور دستوف سکی شامل ہیں ۔

قاضی جاوید لکھتے ہیں :

’’تمام تسلیم شدہ روایات کے خلاف بغاوت، مادہ پرستی ، تخیل کاافلاس، فکر، ادب وفن میں جذبہ وحدت کاانتشار،عدم تحفظ کا احساس،سماجی،سیاسی،مذہبی، اخلاقی و جمالیاتی اقدار کی شکست وریخت جن سے ہماری ثقافت صورت پذیرہوسکتی ہے نے وجودی فلسفے کو خام موادفراہم کیا۔(۱(

وجودیت چونکہ بحران کا فلسفہ ہے اس لیے جنگوں کے دوران شکست وریخت ، مغلوبیت، ظلم و تشدد، اذیت اورموت کی ارزانی اس کے موضوعات ٹھہرے۔ وجودی فلاسفہ مختلف گروہوں میں بٹ کراس کی داخلی وارداتوں کودہشت، بوریت،کراہت، امید،خوشی،جرم،مایوسی اور ضمیربد کی صورتوں میں سامنے لاتے ہیں ۔

وجودی فلاسفہ کے بارے میں عائشہ سلیم لکھتی ہیں :

''انسان دنیا میں پہلے سے بنا بنایا جوہر لے کر نہیں آتا۔اس کودنیا میں پھینک دیا گیا ہے۔ اس کے پاس وجود ہے۔ جوہراس نے خود بنانا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہرموڑ پر انسان کے سامنے مختلف راستے ہوتے ہیں ۔ ان میں سے کسی ایک کوچننا پڑتا ہے۔ انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ اس کاتعلق زندگی کے کسی بھی شعبے سے ہوسکتا ہے۔ اس انتخاب سے بہت سے رستوں کوچھوڑنا پڑتا ہے اورجب انسان کسی رستے کوچھوڑتاہے تواس کے اندر ایک کرب،تڑپ، اینگویشن پیدا ہوتی ہے۔ انسان ہرچیزکوحاصل کرنا چاہتا ہے جس کوترک کرتا ہے تووہ اس کے لیے تکلیف بن جاتی ہے''۔(۲(

بد ھ مت کی تعلیما ت و افکا ر پر مبنی ہر من ہیسے کا نا ول سد ھا رتھ ۱۹۲۲ء میں شا ئع ہو ا تو اس نے پو ر ے یو ر پ میں د ھو م مچا دی ۔سدھارتھ(Siddhartha)کاترجمہ دنیاکی تمام بڑی زبانوں میں ہوچکاہے۔انگریزی کامستندترجمہHidda Rosner نے کیاجسے روپا اینڈ کمپنی نے نیودہلی سے ۲۰۰۷ء میں شائع کیا ۔اردو میں پہلاترجمہ فروری ۱۹۸۲ء میں یعقوب یاور کوٹی نے کیا۔ پاکستان میں اسے نگارشات پبلشرز لاہور نے ۲۰۰۴ء میں شائع کیا۔ آصف فرخی نے ۱۹۸۳ء میں اس کا ترجمہ اردو میں کیا جسے ۱۹۸۳ء میں قوسین لاہور اور اس کانظرثانی شدہ ایڈیشن فکشن ہائوس لاہور سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔

وجودیت میں وجود کو جوہر پرفوقیت حاصل ہے۔ انسان بنا بنایاجوہر لے کر نہیں آتااس کودنیا میں پھینک دیا گیاہے۔ اس کے پاس وجود ہے۔ جوہر اس نے خود بنانا ہے۔ ہرموڑ پر انسان کے پاس مختلف راستے ہوتے ہیں ان میں سے کسی ایک کوچننا پڑتا ہے۔انتخاب کرنا ہوتاہے۔ اسی انتخاب میں اسے کئی راستوں کوچھوڑنا پڑتاہے۔ ان راستوں کوچھوڑنا فرد کے لیے آسان نہیں ہوتا اس لیے اسے چھوڑتے ہوئے کرب کے احساسات سے گز ر نا ہو تا ہے۔راستہ چننے اورچھوڑنے سے بحران جنم لیتا ہے۔ جس سے Crisis پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح انسان کی ذات بحران پر بحران اورپھربحران کا سامنا کرتی ہے ۔ اسی بحران سے گزرتے اورانتخاب کرتے ہوئے انسان کی جوشخصیت بنتی ہے وہ اس کا ''جوہر'' ہے۔سد ھا رتھ کی شخصیت کاجوہر بھی مختلف بحرانوں کی بدولت ہی کھل کر سامنے آتاہے۔

سدھارتھ کی زندگی مختلف راستوں کوچننے اور چھوڑنے میں گزرتی ہے جو اس کے لیے کرب بھی لے کر آتے ہیں ۔ سدھارتھ اگرچہ باپ سے محبت کرتا ہے لیکن وہ تلاش حق کے سفر پر جانے کافیصلہ کرتا ہے تو اسے جہاں نئی منزل پرجانے کا تجسس ہوتاہے وہاں وہ اپنے والدین کو چھوڑنے کے کرب سے بھی گزرتاہے:

''سدھارتھ نے کہا آپ کی اجازت سے میں کل سے گھرچھوڑ کر سنیاسیوں کے ساتھ جانا چاہتاہوں ۔''(۳)

سدھارتھ اپنے گھر اور والدین کوچھوڑ کر تین سال سامنوں کے ساتھ رہالیکن اس نے محسوس کیا کہ ساٹھ ساٹھ سال عمر ہونے کے باوجودان سا منوں کو عرفان ذات کی منزل حاصل نہیں ہوسکی وہ بھلا کسی کی رہنمائی کیسے کرسکتے ہیں ۔ لہٰذا سے ایک راستہ چننے اور ایک کوچھوڑنا پڑتا ہے۔ وہ اپنے دوست گووندا کواس کرب سے آگاہ کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ سامنوں کی تعلیمات سے مطمئن نہیں لہٰذا وہ انھیں چھوڑ کر اپنا راستہ الگ کرنا چاہتا ہے:

...''مجھے یقین ہے کہ ہرچیز کی تہہ میں ایسا علم پوشیدہ ہے جو سیکھنے کے دائرے سے باہر ہے۔ علم توایک ہی ہے اور وہ کائنات میں پھیلا ہوا ہے۔ آتما ہے، مجھ میں ہرذی روح میں اور میں یہ بھی ماننے لگا ہوں کہ اس علم کااگرکوئی سب سے بڑا دشمن ہے تو وہ عالم ہے۔''(۴(

سدھارتھ کاگوتم بدھ سے ملنا اور انھیں چھوڑنا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے دوست گووندا کاساتھ چھوڑجانا بھی اسے کرب میں مبتلا کر دیتا ہے لیکن یہ اس کے راہ حق کے سفر میں تبدیلی کے لیے ضروری تھا:

''سدھارتھ نے سوچا بدھ نے مجھے ٹھگ لیا۔ انہوں نے مجھے لوٹ لیا لیکن اس سے بھی زیادہ قیمتی کچھ مجھے دے گئے۔ انہوں نے میرے دوست کو مجھ سے چھین لیا۔ جومجھ پر یقین رکھتا تھا اور اب وہ اس پر یقین رکھتا ہے۔ وہ میرے سائے کی طرح تھا اور اب ان کاسایہ ہے لیکن انہوں نے مجھے سدھارتھ واپس کر دیا۔''(۵(

وجودیت کے فلسفہ کے مطابق وجود ہرلحاظ سے یکتااور لاثانی ہے اس کا مطلب ہے کہ فرد اپنے ہونے کے حوالے سے کسی بھی دوسرے فرد سے مماثلت نہیں رکھتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فرد معروضی دنیا کی بجائے ذاتی تجربے اورجذب دروں پر یقین رکھتا ہے۔ وہ اپنے رویے اورقدریں خود تخلیق کرتا ہے۔ وہ اپنے لیے معیارات خود متعین کرتاہے۔سدھارتھ بھی اس نظریے کا قائل ہے۔ وہ نہ تو اپنے روحانی اساتذہ سے مطمئن ہوتا ہے اور نہ ہی گوتم بدھ جیسی عظیم شخصیت سے کہ جس کی وہ دل و جان سے عزت بھی کرتا ہے لیکن اختلاف کرتے ہوئے اپنا راستہ خود بنانے کی اجازت بھی طلب کرتاہے۔ گووندا بھی ایک وجود ہے جو اس کی منزل ہے سدھارتھ کاوہ آغاز سفر ہے اور وہ اپنے داخل کی قوتوں کو بیدارپاتا ہے اورذاتی تجربات سے عرفان ذات کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتاہے:

''میرے خیال سے نصیحت سے کوئی عرفان حاصل نہیں کرسکتا۔ذات کے عرفان کے لمحات میں آپ نے کیامحسوس کیا۔ ان گہرے لمحات کا تجربہ آپ کو کیسے لگا۔ اسے آپ اپنے الفاظ میں قید نہیں کرسکتے۔ عارف بدھ کی تعلیمات ہمیں متاثرکرتی ہیں ۔ صادق کیسے رہیں ۔ برائی سے، گناہ سے کیسے بچیں ۔ ان میں کتنی تعلیمات ہیں لیکن اس میں بس ایک کمی ہے۔ اس میں وہ رازکہاں ہے جسے گوتم بدھ نے خود محسوس کیا... دوسروں کی زندگی کے بارے میں فیصلہ کرنا میراکام نہیں ہے۔مجھے صرف اپنے لیے فیصلہ کرنا ہے۔ انتخاب اورترک کرنا ہے۔ ہم سامنوں کا مقصد 'انا' سے نجات حاصل کرنا ہے۔ بدھاا گر میں آپ کے معتقدین میں ہوتا تو میرا خیال ہے کہ میں سطح آب میں تیرتا رہتا تب میں اپنے آپ کو دھوکا دیتا کہ مجھے سکون حاصل ہوگیا ہے۔ نجات مل گئی ہے۔حقیقتاً میری انازندہ رہتی اوربڑھتی رہتی کیونکہ وہ انا آپ کی تعلیمات میں بدل جاتی۔ آپ کے لیے میری محبت، میرا یقین تبدیل ہوجاتا۔''(۶(

وجودیت کے فلسفے کے مطابق آزادی وجود کے لیے ناگزیرہے۔ وجود آزادی کے بغیر نامکمل ہے اور آزادی ہی وجود کو دنیا اور مستقبل کے ساتھ نبردآزما ہونے کا حوصلہ دیتی ہے۔ یہ آزادی سوچ، فکر اورشعور سے لے کر سماجی اورمعاشرتی اقدار اور زندگی کے نصب العین تک محیط ہے۔

سدھارتھ بھی صرف سوچ اورفکر کی آزادی کے ساتھ اپنے تجربات سے حاصل علم و آگہی پر یقین رکھتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی میں کملا کی آمد کے بعد سماجی و معاشرتی سطح پر بھی تبدیلی آ جاتی ہے۔ اس کا زندگی گزارنے کافلسفہ تبدیل ہوجاتا ہے اور وہ زندگی کی اس آزادی سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کاگیارہ سالہ بیٹا اس آزادی سے بھرپورزندگی کی سب سے بڑی حقیقت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ سدھارتھ گووندا سے ملاقات کے موقع پر ان سب تبدیلیوں کے حق میں دلائل دیتا ہے کیونکہ اسے اس بات کا ادراک ہے کہ وجود آزادی پسند ہے اوراس کا ان تمام آزادیوں اورمذہبی حدود و قیود سے نکل کرزندگی گزارنا ایک فطری عمل تھا:

''میرے لیے گناہ کاعمل لازمی تھا۔ میرے لیے عیاشی ضروری تھی۔مجھے مال ودولت کے لیے جدوجہد کرنا لازمی تھی اور نفرت، ندامت کی گہرائی کی مخالفت کرنا سیکھنے کے لیے تجربہ کرنا ہی تھا۔''(۷(

فرد کے داخل کی دنیا جذبوں کی دنیا ہے لیکن فرد سماج اورمعاشرے سے کٹ کرزندگی بسرنہیں کرسکتا ۔ سماج میں رہ کر اسے کئی مسائل اور مزاحمتوں کاسامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے داخل کی دنیا میں ناخوشگوار احساسات پیدا ہوتے ہیں ۔وجودی فلاسفہ نے فرد کی ان داخلی وارداتوں کو ناامید،بے چارگی،دہشت،بوریت اور گھن کانام دیا ہے۔

سدھارتھ جب دنیا کی محبت میں غرق ہو کرمختلف غلطیوں کا ارتکاب کرنے کے بعد اپنی ماضی کی زندگی پر غوروفکر کرتا ہے تو اسے اپنی شخصیت میں ناامیدی،بے چارگی، دہشت،بوریت اور گھن جیسی خصوصیات نظر آتی ہیں تو وہ اپنی ذات سے نفرت کرنے لگتا ہے:

...''اب اس کے سامنے کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اپنے وجود کو بھول جائے۔ اپنی ناکام زندگی کو مٹا دے ۔ اب ایک ہی خواہش اس کے اندر رہ گئی تھی کہ وہ اپنے وجود کوختم کردے جس سے اسے نفرت ہوگئی تھی۔ اچھا ہو کہ اسے مچھلیاں کھالیں ۔ اچھا ہواگر اس کمینے سدھارتھ کو، اس دیوانہ،گمراہ اور جہنمی جسم کو،بے نور اور غیر ضروری وجودکو مگرمچھ نگل لیں ۔اچھا ہوا اگرکوئی دیو آ کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔''(۸ (

حو ا شی:

۱۔ قاضی جاوید، وجودیت ؛ لاہور؛ فکشن ہائوس ؛۲۰۰۵ء؛ ص ۱۱

۲۔ عائشہ سلیم ، ''وجودیت: روایت اور ارتقا''، مشمولہ راوی (مجلہ)، لاہور: جی سی جامعہ، ۲۰۰۸ء، ص ۱۶۱-۶۲

۳۔ یعقوب یاورکوٹی، مترجم؛ ہرمن ہیسے: سدھارتھ، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۱۴ء، ص۱۸

۴۔ ایضاً ، ص۲۸

۵۔ ایضاً ، ص۴۱

۶۔ ایضاً ، ص۴۰-۴۱

٧ـ ايضاً ، ص١٣٨
٨ـ ايضاً ، ص٨٨
/...../